ضربِ عضب کے دوران ڈرون اٹیک کیوں؟

تحریر: سہیل احمد لون

ملا اختر منصور پاکستان میں امریکی ڈرون حملے کا نشانہ بنے جس کی باقاعدہ ویڈیو بھی جاری کی گئی اور امریکی صدر نے خود اس کی تصدیق بھی کی۔ امریکہ نے ایک ڈرون سے صرف ملا اختر منصور ہی نہیں بلکہ کئی شکار کر لیے ہیں۔ انتخابات سے قبل ایسے ہائی ٹارگٹ کو نشانہ بنانا بھی نائن الیون کے بعد امریکی صدور کی انتخابی مہم کا ایک لازمی جزو ہوتا ہے۔ اسامہ بن لادن کو مارنا بھی انتخابات کے نتائج میں کافی سودمند ثابت ہوا تھا۔ ملا اختر منصور کی ہلاکت کی جگہ اور ٹائمنگ پاکستان کے حق میں نہیں مگر امریکہ اس سے کافی فوائد حاصل کرے گا۔ اسامہ بن لادن اور ملا اختر منصور کی ہلاکتوں میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ اسامہ بن لادن کو ہلاک کرنے کی کوئی ویڈیو یا تصویر منظرِ عام پر نہ آئی۔ طالبان کے رہنماء کی ہلاکت کے بعد مذاکرات کا عمل پھر سے ڈیڈ لاک کا شکار ہو جائے گا اور خطے میں امن فی الحال ہوتا دکھائی نہیں دیتا جس کا بلاواسطہ اور بلواسطہ امریکہ کو ہی فائدہ ہے۔ اسامہ بن لادن کی ہلاکت کے بعد بھی قومی سلامتی، خودمختاری اور سالمیت پر بحث چھڑ گئی تھی اور آج پھر وہی بات گردش کر رہی ہے۔ مسائل میں خود کفیل عوام کو ایک اور مسئلہ خودمختاری کا بھی آن پڑا ہے۔ ہم ایک آزاد ملک میں رہتے ہوئے بھی خود کو 'خودمختار' کہتے ہوئے جھجک بلکہ شرم محسوس کرتے ہیں۔ یہ نظام چلانے والے جب خود سے بے خود ہو جائیں تو پھر کیسی خودمختاری ......؟ جب مختار نامہ ہی کسی اور کے نام کا ہو تو ...... کہاں کی خودمختاری ......؟ ماہانہ طبی معائنے پر ولائیت تشریف لائے ہوئے میاں صاحب اور براک اوبامہ کے ملا اختر منصور کی ہلاکت پر دیئے گئے بیانات میں ہماری ''خودمختاری'' کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

اپریل 2010ء میں برطانوی وزیرِاعظم گورڈن براؤن کو ایک بوڑھی پنشنر عورت کو (Bigoted woman) متعصب عورت کہنے پر ساری قوم کے سامنے اس عورت سے معافی مانگنا پڑی۔ اکتوبر 2010ء میں برطانیہ میں ایک 45 سالہ خاتون جو بینک میں ملازمہ تھی۔ اپنی بلی کو کوڑے دان میں پھینکتے ہوئے سی سی ٹی وی کی نظر میں آ گئی۔ بلی کے ساتھ ساری قوم کی یکجہتی اور ہمدردی دیکھ کر مس بیل Bale کے خلاف فوری قانونی چارہ جوئی کی گئی۔ باقاعدہ مقدمہ چلا اور سزا سنائی گئی۔ اپنے ملکوں میں انسانی حقوق کی پاسداری کرنے والے یہ لوگ خصوصاً بچے، بوڑھوں اور جانوروں کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی سنجیدہ ہوتے ہیں۔ اپنے سفارت خانے پر حملہ ہونے ...... یا کروا کر ...... اپنے شہریوں کو وہاں سے واپس بلانا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے ہر شہری کی جان و مال، عزت و ناموس کی حفاظت کرنا اپنا مقدس فریضہ سمجھتے ہیں۔ انسانیت کا پاٹ پڑھانے اور پڑھنے والے یہ 'مغربی عامل'' دوہرے معیار کا ایسا چشمہ لگا کر دیکھتے ہیں کہ انھیں کچھ ملکوں میں بسنے والے انسان یا حیوان بھی نہیں بلکہ کسی دوسرے سیارے کی مخلوق دکھائی دیتی ہے۔ 32 ممالک کی نیٹو فورس جدید ہتھیاروں سے لیس ہو کر بارودی دھوئیں سے ان ''بھوتوں'' کو بھسم کرنے کے لیے حملہ آور ہوتی رہتی ہے۔ قابلِ غور امر یہ ہے کہ اگر جناتی مخلوق میں سے کوئی ان کے دیس میں آ کر ''بسیرا'' کر لے تو پھر ان کو بھی مکمل انسانی حقوق سے نوازہ جاتا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس خطے میں بسنے والوں سے زیادہ اس خطے کے جغرافیے اور وسائل کی اہمیت ہے ...... ورنہ ان کو اس خطے والوں سے کوئی لینا دینا

نہیں۔صاف دکھائی دے رہا ہے کہ اس خطے میں جو کچھ ہو رہا ہے ایسا کرنے کا موقع فراہم کیا گیا ہے۔وطن عزیز پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری کو خارجی قوتوں سے زیادہ اندرونی مخفی طاقتوں سے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔جو بیرونی طاقتوں کی آلہ کار بن کر ان کے لیے راستہ ہموار کرتی ہیں۔اگر کوئی وبائی مرض پھیلا ہو تو اس سے بچنے کے لیے حفاظتی تدابیر کی جاتی ہیں۔جسم یا جلد پر ان کا اثر ہو بھی جائے تو فوری طبیب سے رجوع کر کے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے مگر اپنے جسم کے اندر ہی اگر "ناسور"بنا شروع ہو جائے تو تشخیص میں دیر چاہے غفلت، لاپرواہی یا ضرورت سے زیادہ اعتماد کے نتیجے میں ہو''جان لیوا'' ثابت ہوتی ہے۔لہذا صحت مند جسم کے لیے ضروری ہے کہ اسے اندرونی بیماریوں سے بھی پاک رکھا جائے۔اگر کسی بیماری کا پتہ چل جائے تو اس کا بلا تاخیر علاج کیا جائے۔ورنہ یہ ''ناسور''بن کر سارے جسم کو اپاہج کرنے کا موجب بن سکتی ہیں۔موجودہ حالات بھی آپ کے سامنے ہیں اور آنے والے دنوں کا بھی کوئی نا کوئی نقشہ آپ کے ذہنوں میں محفوظ ہوگا۔اکیسویں صدی کے اس اہم ترین موڑ پر انسانی حقوق کے دعوی دار ایک طرف تو جانوروں کی دیکھ بھال کرر ہے ہیں یا اُن کے حقوق کے تحفظ کیلئے سرگرم عمل ہو جاتے ہیں لیکن دوسری طرف اُن کی اخلاقی پستی کی یہ حالات ہے کہ اقوام متحدہ کے تسلیم شدہ انسانی بنیادی حقوق کی دھجیاں اڑانے میں لمحہ بھر کی تاخیر نہیں کرتے۔عالمی طاقت کے شعبدہ بار ایک طرف معاہدے کرتے ہیں تو دوسری طرف خود ہی اُن کی پاسداری سے بھاگ جاتے ہیں۔حقیقت تو یہ ہے کہ طاقتور کا کمزور سے کوئی معاہدہ ہوتا ہی نہیں بلکہ کمزور مصلحت کا شکار ہو کر ہر معاہدے کو مان لیتا ہے اور اُس پر اتنی دیر تک قائم رہتا ہے جب تک وہ خود طاقتور نہیں ہو جاتا۔ہم اگر چاہتے ہیں کہ ہمیں دنیا میں وہی مقام ملے جس کے ہم اپنے آپ کو مستحق خیال کرتے ہیں تو ہمیں بہت زیادہ طاقتور ہونے کی ضرورت ہے اور طاقت ہمیشہ اندرونی ہوتی ہے کیونکہ اندرونی تصویر ہی بیرونی دنیا کے پاس جاتی ہے جس کے بعد آپ کے معاشرتی مقام کا تعین کیا جاتا ہے۔یہی آپ کی قومی سلامتی کی ضمانت ہے اور یہی آپ کے قومی وجود کی اہمیت کا تعین کرے گی۔ورنہ یہ تو طے شدہ ہے کہ جن کے ساتھ ہم معاہدے بھی کرتے ہیں اور پھر وہ ہمارے ملک میں دہشتگردی سے لے کر فضائی حملوں تک ہر معاملے میں پیش پیش رہتے ہیں۔اُن کے نزدیک اُن کے وطن کے جانور بھی ہم سے زیادہ حقوق رکھتے ہیں۔قومی سلامتی کا تو اُسی وقت سوچا جائے گا جب ہم ایک قوم کی حیثیت سے ابھر کر اقوام عالم کے سامنے آئیں گے۔بے ہنگم ہجوم،صوبہ پرستی کی لعنت میں غرقاب،لبریشن آرمیوں کا قیام،سندھ اور پنجاب کارڈز کا استعمال،صوبوں کے درمیان وسائل کی نامنصفانہ تقسیم یہ سب کیا ایک قوم ہونے کی نشانیاں ہے یا متحارب اور متصادم گروہوں کی۔جس دن ہم ایک قوم بن کر عالمی برداری کو پیغام دینے میں کامیاب ہو گئے اُس دن کے بعد کوئی بیرونی ہاتھ پاکستان میں مداخلت نہیں کرے گا،کوئی نیٹو پاکستان کی افواج پر حملہ آور نہیں ہوگی،کوئی لیاقت علی خان، ذوالفقار علی بھٹو اور بے نظیر شہید نہیں کیے جائیں گے،کوئی فوج بغاوت نہیں کرئے گی اور کوئی سورما ہمیں پتھر کے عہد میں پہنچانے کی بات نہیں کرے گا۔حملہ طالبان کریں یا امریکہ اگر پاکستان کی حدود میں ہو رہے ہیں تو پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری کے خلاف ہیں۔یہ فیصلہ تو ہم کریں گے کہ دنیا میں امن کیلئے کون خطرہ ہے نہ کہ ہماری جغرافیائی حدود کو پامال کرتے ہوئے ہماری خود مختاری کو چیلنج کرتے ہوئے امریکہ ڈرون یہ فیصلہ سنائے گا کہ پاکستان اور دنیا کے لیے کیا بہتر ہے۔امریکہ کا یہ احساس برتری ماضی میں پاکستان میں دہشتگردی کا بیج بو گیا تھا جس کیلئے افواج پاکستان سے لے کر گلی میں کھیلتے ہوئے بچے تک

سب نے قربانیاں دی ہیں، ہماری معیشت کو اربوں ڈالر کا نقصان ہوا ہے لیکن اس کے باوجود امریکہ کو اس کا کوئی احساس نہیں، کیا امریکہ ہمارے مجرموں کو امریکی حدود میں ایسے قتل کرنے کی اجازت دے گا؟ میں ذاتی طور پر افواج پاکستان کے امن مشن ضرب عضب کا بھرپور حمایتی ہوں لیکن کیا مجھے صرف اس وجہ سے خاموش رہنا چاہیے کہ ہمارا ایک دشمن امریکہ نے ختم کر دیا یا مجھے یہ سوچنا چاہیے کہ اگر پاکستان کے اندر بھی امریکہ نے ہی جنگ لڑنی ہے تو پھر میری فوج کیا کر رہی ہے اور میرے اہلِ عقل کہاں کھڑے ہیں؟ مجھے پُرامن پاکستان چاہیے لیکن یہاں دبدبہ میری فوج کا ہونا چاہیے نہ کہ قربانیاں ہم دیتے رہیں اور امریکی اپنی انگلی پر لہو لگا کر اس جنگ کے ہیرو بن جائیں۔ یا تو ہم جیتیں تو سب کچھ ہمارا ہو اور اگر ہم نے یہ جنگ بھی امریکہ کی غیر اعلانیہ مدد سے جیتنی ہے تو پھر یاد رکھیں ہم طالبان کی دہشتگردی سے نکل کر امریکہ کی ذیلی ریاست بننے جا رہے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

24-05-2016